کہیں ملازمت کی ایک سیٹ نکلتی ہے، تو ہزاروں درخواستیں آتی ہیں۔ ہر امیدوار، روزگار کے لیے اپنا سارا زور لگاتا ہے۔ یہ جہاد ہر زندہ چیز کا لازمہ ہے، اسی تصور میں ''بقائے اصلح'' کا تصور شامل کیا جاتا ہے۔

زندگی کا یہی جہاد اگر بندہ مؤمن کرتا ہے، تو کوئی ناجائز ذریعہ استعمال نہیں کرتا۔ جب اسے یہ سیٹ مل جائے تو پوری ایمانداری سے اپنا فرض ادا کرتا ہے۔ یہ کسب حلال اس کے لیے عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ ہاتھ سے محنت کر کے کمانے والے کے لیے ''الکاسبُ حبیبُ اللہِ'' [؟] کی بشارت ہے۔

جہاد فی سبیل الحقوق:

یہ جہاد زندگانی سے بلندتر درجہ ہے۔ اپنے حقوق کی جدوجہد میں سب سے بڑا جہاد ''جہاد فی سبیل الحریت'' ہے۔ ''آزادی'' ہر انسان کا بنیادی حق ہے، جس کے لیے ہر مسلم و کافر جہاد کرتا ہے۔ تیسری دنیا نے اسی جہاد کے ذریعے نوآبادیاتی نظام سے آزادی حاصل کی۔ عجیب بات یہ ہے کہ سب نے آزادی کی راہ میں جان دینے والوں کے لیے ''شہید'' کا لفظ استعمال کیا۔ ہندو بھی ''شہید'' کا لفظ ہی استعمال کرتے ہیں۔

''جہاد فی سبیل الحریت'' جہاد فی سبیل الحقوق سے خاص ہے، کیونکہ غاصب کے چنگل سے، سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کی گرفت سے نکلنا آسان نہیں۔

فاتح قوم کی غلامی سے نکلنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اس کے لیے جہاد بلکہ قتال بھی ہو سکتا ہے۔ یہ جہاد جب کوئی مؤمن شرعی حدود و قیود کے مطابق کرتا ہے تو یہ جائز ہے۔ اور اس میں جان قربان کرتا ہے تو وہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوتا ہے، اگرچہ اس شہادت کا درجہ ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے درجے سے کمتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ قُتِلَ دونَ مَالِہِ فھو شھیدٌ'' ''جو اپنے مال کی حفاظت میں مارا گیا وہ شہید ہے۔'' [متفق علیہ]

۳: نظریہ اور نظام کی سطح پر جہاد

اگر کسی نظریے کی حقانیت آپ کے دل میں راسخ ہے، اور آپ اس کا پرچار کرنا چاہتے ہیں اور اس کے منافی نظام کا خاتمہ چاہتے ہیں؛ تو یہ جہاد کی بلندترین منزل ہے۔ اسے شاہ ولی اللہؒ نے ''فَکُّ کُلِّ نِظَامٍ'' اور علامہ اقبالؒ نے ''برہم زن'' کہا ہے۔

اس میں سے ایک ''جہاد فی سبیل الشرک'' ہے۔ ﴿وَاِنْ جَاھَدَاکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا﴾ [العنکبوت] ''اور اگر والدین تجھ سے میرے ساتھ